عبداللطیف انصاری

ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کی باہمی مراسلت

اس مضمون کا مقصد ڈاکٹر نجم الاسلام (۱۹۳۳ء۔۲۰۰۲ء) اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (۱۹۴۲ء۔۱۹۹۸ء) کی باہمی مراسلت کو پیش کرنا ہے۔

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر نجم الاسلام کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے ۱۹۸۸ء میں آپ کی نگرانی میں شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا۔ جس کا عنوان ''مکاتیبِ اقبال کا تنقیدی جائزہ'' تھا۔

ڈاکٹر نجم الاسلام نے ایم فل کے ۴، اور پی ایچ ڈی کے ۸ مقالات اپنی زیرِ نگرانی لکھوائے[۱]۔ دورانِ تحقیق وہ خطوط کے ذریعے اپنے شاگردوں سے رابطے میں رہا کرتے تھے۔ یہ مضمون اسی سلسلے کی کڑی ہے جس میں ڈاکٹر رحیم بخش شاہین سے آپ کی جو مراسلت رہی، اسے پیش کیا جارہا ہے۔ اس مراسلت میں دستیاب ہونے والے رحیم بخش شاہین کے ۱۵ اور ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کے ۵ خطوط شامل کیے گئے ہیں۔

(۱)

ڈاکٹر نجم الاسلام، اردو تحقیق کے حوالے سے ایک معتبر نام ہے۔ آپ نے بہ کثرت موضوعات پر تحقیقی مقالات تحریر کیے۔ سندھی ادبی بورڈ جامشورو میں موجود اردو مخطوطات کی کیٹلاگ بنائی (جو لگ بھگ چالیس سال گزرنے کے بعد بھی شائع نہ ہوسکی) متعدد قلمی نسخوں کو متعارف کرایا۔ جس کی وجہ سے ادبی تاریخ میں قیمتی اضافہ ہوا۔

ڈاکٹر نجم الاسلام کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اردو میں پہلی مرتبہ رسمیاتِ تحقیق متعارف کرائی۔ اس کے علاوہ تحقیقی مجلّے کی رسمیات کو بھی متعارف کرانا ان کا دوسرا بڑا کارنامہ ہے۔ اور تیسرا کارنامہ شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی سے شعبہ جاتی مجلّہ ''تحقیق'' کا اجراء ہے جس کے وہ مدیر رہے اور ۱۳ شمارے انھوں نے شائع کیے۔ آپ اعلیٰ پائے کی تحقیق کے حوالے سے اردو تحقیق کے میدان میں معتبر درجے پر فائز ہیں۔

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے اردو میں ایم اے کیا۔ مختلف کالجوں کے شعبۂ اردو میں استاد کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں ۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو ایسوسی ایٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ دسمبر ۱۹۹۴ء میں آپ کو شعبۂ اقبالیات کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ۲۰ ستمبر ۱۹۹۵ء میں آپ کو شعبۂ ''پاکستانی زبانیں'' کا چیئرمین بھی مقرر کردیا گیا۔ آپ کی کچھ تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ اوراقِ گم گشتہ، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، اپریل ۱۹۷۵ء

۲۔ نقوش قائد اعظم، اپریل ۱۹۷۶ء۔

۳۔ اقبال کے معاشی نظریات، ۱۹۷۶ء۔
۴۔ Mementos of Iqbal، ۱۹۷۶ء۔
۵۔ ارمغان اقبال، ۱۹۹۱ء۔
۶۔ شہر جمال (شعری مجموعہ)، ستمبر ۲۰۰۱ء۔
۷۔ علم کی دستک (اقبال نمبر)، اپریل ۱۹۹۳ء۔
۸۔ علم کی دستک (اشاعت خاص) بہ نذر ریاض، جولائی ۱۹۹۷ء۔
۹۔ مکاتیب اقبال کا تنقیدی جائزہ (غیر مطبوعہ)، ۱۹۸۸ء۔

پیش کیے جانے والے خطوط کا املا تبدیل نہیں کیا گیا، البتہ تمہید میں جو املا ہے، وہ وہی ہے جو نجم صاحب پیش نظر رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ حواشی بھی شامل کیے گئے ہیں، جن میں وضاحت طلب باتیں شامل ہیں۔ ان حواشی میں بعض شخصیات پر کچھ زیادہ لکھا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبانِ علم فضل بہت زیادہ مشہور نہیں ہیں اور معلومات بھی ان صاحبان کے متعلق کم دستیاب ہیں۔ مثلاً مرحومہ رابعہ اقبال صاحبہ، سابق صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ چناں چہ اُن کے شوہر پروفیسر احمد اقبال صاحب (سابق صدر شعبۂ تقابل ادیان، سندھ یونیورسٹی) سے رابطہ کیا گیا۔ انھوں نے ایک خط میں مختصر معلومات بہم پہنچائیں۔ چوں کہ یہ خط پروفیسر رابعہ اقبال صاحبہ کے حوالے سے اہم ہے۔ اس لیے حاشیہ میں اسے مکمل طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔

راقم الحروف کو یہ خطوط مدیر تحقیق نے فراہم کیے ہیں اور آپ ہی کی خواہش پر یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ بیش تر حواشی سے متعلق معلومات بھی آپ ہی نے فراہم کی ہیں۔

ذیل میں پہلے رحیم بخش شاہین کے خطوط اور اس کے جواب میں ڈاکٹر نجم صاحب کے خط شامل کیے گئے ہیں۔ ایک اعتبار سے تو یہ ادھوری مراسلت ہے لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر نجم الاسلام اور رحیم بخش کے حوالے سے اہم ہے۔ اب ذیل میں دونوں صاحبان کے خطوط پیش کیے جاتے ہیں۔

(۲)

شمار	تاریخ	مکتوب نگار
۱۔	۱۷/ جون ۱۹۸۴ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۔	۱۷/ اکتوبر ۱۹۸۴ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۳۔	۱۲/ نومبر ۱۹۸۴ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۴۔	یکم اگست ۱۹۸۵ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۵/۱	۲۹/ جنوری ۱۹۸۵ء	ڈاکٹر نجم الاسلام
۶/۲	۳۰/ اگست ۱۹۸۶ء	ڈاکٹر نجم الاسلام
۷/۳	۱۴/ اپریل ۱۹۸۷ء	ڈاکٹر نجم الاسلام

۴/۸	۲۵مئی ۱۹۸۸ء	ڈاکٹر نجم الاسلام
۵/۹	۲/جنوری ۱۹۹۳ء	ڈاکٹر نجم الاسلام
۱۰۔	۱۸/اپریل ۱۹۸۷ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۱۔	۲۴/ستمبر ۱۹۸۷ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۲۔	۲۸/نومبر ۱۹۸۷ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۳۔	۱۲/اپریل ۱۹۸۸ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۴۔	۱۹/مئی ۱۹۸۸ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۵۔	۱۴/فروری ۱۹۸۹ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۶۔	۳۰/جنوری ۱۹۹۱ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۷۔	۱۶/اگست ۱۹۹۴ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۸۔	۱۰/اکتوبر ۱۹۹۴ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۱۹۔	۱۱/نومبر ۱۹۹۴ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۰۔	۲۱/جنوری ۱۹۹۵ء	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین

مراسلت

(۱)

۱۷/جون ۱۹۸۴ء، اسلام آباد

محترمی و مکرمی نجم الاسلام صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں ۱۹۷۳ء سے علامہ اقبال پر کام کر رہا ہوں۔ صرف اقبال پر میرے مطبوعہ مقالات کی تعداد تقریباً پچاس ہے جس میں سے کئی مقالات مجلّہ صحیفہ [۱]، اقبال [۲]، اقبال ریویو [۳] اور دیگر اہم علمی مجلوں میں شائع ہوئے ہیں اس میں سے بعض یقیناً آپ کی نظر سے بھی گزرے ہوں گے۔ ایسے ہی یک مقالے کی فوٹو اسٹیٹ آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ اقبال پر میں نے تین کتابیں مرتب کی ہیں:

۱۔ اوراقِ گم گشتہ۔

۲۔ Momentos of Iqbal

۳۔ اقبال کے معاشی نظریات

مقالات کا ایک مجموعہ زیرِ طباعت ہے۔

علاوہ ازیں میں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے اقبالیات کے کورسوں کے لیے یونٹ بھی لکھے ہیں [۴] اور بعض یونٹوں پر نظر ثانی کا موقعہ بھی مجھے ملا ہے۔ تقریباً چار سال تک اس مضمون کے اتالیق اور ممتحن کی حیثیت سے بھی کام کیا

ہے۔ آج کل شعبۂ اقبالیات میں لیکچرار کی حیثیت سے خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔

میری خواہش ہے کہ میں ''مکاتیب اقبال کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی غرض سے تحقیق کروں۔ کام کا خاکہ مع ضروری کاغذات آپ کی خدمت میں ارسال خدمت ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ براہ کرم مجھے اس موضوع پر کام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں گا۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

شعبۂ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

منسلکات: اسلام آباد

خاکہ۔ دونقول، فارم۔ دونقول، ایم اے ریسرچ اور دیگر کاغذات کی دو، دونقول

(۲)

اسلام آباد

۷/اکتوبر ۱۹۸۴ء

محترم جناب ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

قبل ازیں ایک عریضہ آپ کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں جس کے ساتھ میری ایم اے کی اصل سند بھی منسلک تھی۔ براہ کرام ضروری کارروائی کے بعد سند جلد واپس بھجوایئے۔ کیونکہ مجھے یہاں کسی وقت بھی اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

ڈپٹی رجسٹرار صاحب نے خط کے جواب میں ایک خط میں نے لکھا ہے۔ جس کے تحت میں نے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے دیا گیا مائگریشن سرٹیفکیٹ ارسال کیا ہے۔ اس خط کی ایک نقل آپ کو بھی ارسال کر رہا ہوں۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

(۳)

اسلام آباد

۱۲/نومبر ۱۹۸۴ء

محترمی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امید ہے کہ آپ خیر وعافیت سے ہوں گے۔

گذشتہ ماہ، آپ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا، اس کا جواب نہیں ملا۔ میں چاہتا تھا کہ نومبر ہی میں کسی وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تبادلۂ خیال کروں لیکن چونکہ ڈاکٹر محمد ریاض علیل تھے، اس لیے چھٹی نہ مل سکی۔ اب اگر ممکن ہوا تو دسمبر میں حیدر آباد آنا ہو گا تب آپ کی ملاقات کی سعادت بھی حاصل ہو گی۔ انشاء اللہ۔

یونیورسٹی کو میں نے مائگریشن سرٹیفکیٹ بھیجا تھا، مزید کارروائی کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ رجسٹریشن کی باقاعدہ اطلاع کا بھی منتظر ہوں۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

نوٹ: ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' کا ایک نسخہ ارسال کیا تھا اس کے بارے میں آپ کے تاثرات کی درخواست ہے۔

(۴)

حیدرآباد سندھ 29.1.85

برادرم! السلام علیکم

آپ کے دو خط موصول ہوئے ہیں۔ میں آپ کو ان سب علمی معاملات میں آزادانہ فیصلہ کرنے کا مشورہ پہلے ہی دے چکا ہوں:

من نہ گویم کہ ایں کن و آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

- مکتوب نگاروں کے فن پر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اقبال کی مکتوب نگاری پر لکھیے۔
- آپ کے مقالے کی اصل ضرورت مکتوبات کی ترتیب و تدوین، توضیح اور حواشی و تعلیقات ہیں۔ اس کام میں لگ جائیے۔
- خاکے میں آپ مناسب تبدیلی کر سکتے ہیں۔

اب میرا مشورہ ہے کہ محترمی ڈاکٹر وحید قریشی صاحب[۱] کی خدمت گرامی میں پہنچ کر مشورہ کر لیا کریں۔ مقالہ کم سے کم مدت میں ہی مکمل کر لیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کی خدمت میں مرا سلام نیاز مندانہ پہنچائیں۔ انکی اسلام آباد میں موجودگی[۲] آپ کے لیے ایک نعمت ہے۔ قدر کریں اور پورا استفادہ کریں۔

ڈاکٹر ریاض صاحب[۳] سے میرا سلام کہیے۔ شکریہ۔

خیر اندیش

نجم الاسلام

جناب رحیم بخش شاہین صاحب

استاد شعبۂ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

راولپنڈی

یکم اگست ۱۹۸۵ء

محترمی ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اُمید ہے کہ جناب والا کے مزاج بخیر ہوں گے۔

یونیورسٹی میں چونکہ کام کے لیے وقت نہیں ملتا تھا اس لیے میں نے ڈیپوٹیشن کی مدت مکمل ہونے سے چند ماہ قبل ہی یونیورسٹی سے فراغت حاصل کر لی ہے اور آجکل میں گورنمنٹ ڈگری کالج مری میں درس و تدریس کی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ ایک آدھ مہینہ کام معطل رہا ہے اور اب پھر شروع کر دیا ہے۔ میری کوشش ہے کہ کام جلد از جلد مکمل ہو۔ امید ہے کہ آپ کی نوازش سے میرا ایم فل، پی ایچ ڈی میں تبدیل ہو چکا ہوگا۔ کیونکہ ایک سال کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ والسلام

مخلص رحیم بخش شاہین

H-363۔ عالم خان روڈ، راولپنڈی

(۶)

شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو

30.8.86

برادرم السلام علیکم

آپ کے استفسارات کا جواب دینے میں بڑی دیر ہوگئی، تعطیلات گرما کی وجہ سے۔ اب بھی معارف[۱] کے چند مطلوبہ شمارے نہیں مل رہے ہیں، بقیہ جو سامنے ہیں ان کی معلومات مطلوبہ درج کرتا ہوں:

(۱) ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء سے متعلق:۔ معارف میں جنوری، فروری مارچ کے شماروں میں تین قسطیں ''نظر بندان اسلام'' کے عنوان سے نکلی ہیں۔ کسی بھی قسط پر یا فہرست مشمولات میں لکھنے والے کا نام درج نہیں، ادارہ، معارف کی تحریر سمجھ لیجیے جیسا کہ معارف کا طریقہ تھا، سید سلیمان ندوی[۲] کا یا عبدالسلام ندوی[۳] کا مضمون ہوسکتا ہے یا پھر ابوالحسنات ندوی[۴] کا جو دارالمصنفین کے رفیق تھے۔ اس سلسلۂ مضمون کی تیسری قسط (بابت مارچ) میں مولانا محمود حسن[۵] کا ذکر ہے اسی کے ذیل میں خط مذکور نقل کیا گیا ہے

(۲) ۳/اپریل ۱۹۱۹ء سے متعلق: گرامی کی غزل ''کلام گرامی'' (''از جناب گرامی شاعر خاص حضور نظام دکن'') کے عنوان سے معارف شمارہ نمبر ۱۱ جلد سوم بابت مئی ۱۹۱۹ء میں صفحہ ۳۱۲۔۳۱۱ پر چھپی ہے۔ سات اشعار کی فارسی غزل ہے، مطلع۔

پنہانم و پیدا ایم کیفم بشراب اندر　　پیدا ایم و پنہانم داغم بکباب اندر

(۳) ۵/اکتوبر ۱۹۲۱ء: مترجم کا نام درج نہیں۔ ترجمے سے پہلے ایک مختصر ادارتی نوٹ درج ہے، صرف ''معارف'' کی صراحت کے ساتھ، عنوان: ''اسرار خودی''۔ رسالے میں ایک مستقل عنوان مُترجمات کا بھی ہوتا تھا۔ اسی کے تحت یہ ترجمہ (ص ۲۱۲، شمارہ ستمبر ۱۹۲۱ء) چھپا تھا۔ (غالباً غیر ملکی رسائل کے مقالات وغیرہ کے انتخاب اور ترجمے کا کام عبدالماجد دریابادی[۶] کے سپرد تھا)۔

جون ۱۹۲۱ء میں اسرار خودی پر انگلستان کے ادبی رسالے ''اتھینیم''[۷] کے ریویو کا ترجمہ چھپا تھا، ستمبر میں ایک دوسرے ''ہفتہ وار نیشن''[۸] کے ریویو کا ترجمہ جوڈکنس کے قلم سے تھا۔

مزید معلومات اگست ۱۹۱۹ء، ستمبر ۱۹۱۹ء، اکتوبر ۱۹۱۹ء اور مئی ۱۹۳۷ء کی شمارے مل جانے پر فراہم کی جائیں گی۔

خیر اندیش

نجم الاسلام

بخدمت گرامی جناب پروفیسر رحیم بخش شاہین، مکان نمبر H-363، عالم خان روڈ، راولپنڈی

Phone:25981/ Tel. Add:"UNISINDH"

DEPARTMENT OF URDU

UNVERSITY OF SINDH
NEW CAMPUS
JAMSHORO. SINDH

*Ref. N.*__________

Dated: 16.4.87

شاہین صاحب! السلام علیکم

پرسوں تاج انجینئرنگ والے آپ کے عزیز آئے تھے اور آپ کا خط مورخہ ۱۰/اپریل دکھایا۔ آج کی ڈاک سے آپ کا ۱۰/اپریل کا خط مجھے بھی ملا۔ جواب لکھتا ہوں۔

(۱) مقالے کا عنوان دوبارہ کتابت کرائیں، سرموفرق نہیں ہونا چاہیے، منظور شدہ موضوع میں اور مقالے پر درج موضوع میں۔ ورنہ قابل قبول نہ ہوگا۔

(۲) مقالے کی جلد ہلکے نیلے رنگ کی ہو جیسا کہ مقرر ہے۔

(۳) مقالے کی چار کاپیاں داخل کرنی ہیں۔ اور چار کاپیاں خلاصے کی الگ سے (ہزار الفاظ کم وبیش چار چھے صفحوں کا خلاصہ)۔

(۴) بقایا فیس غالباً=/600 داخل کرنی ہے۔ (۵) امتحان فیس-/1250 ہے، وہ بھی۔

(۶) امتحان فارم (Duplicate) میں داخل ہوگا۔ بھیجا جاتا ہے۔ اس پر نگراں کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ کا مضمون (صفحہ ۲ پر) درج ہے۔ اُسے ٹائپ کرا کے ہر مقالے کے شروع میں لگوائیں۔ یہ بھی ضروری ہے۔

(۷) بہت ضروری بات یہ ہے کہ امتحان فارم کے ساتھ (۱) Eligibility Certificate، اور انرول منٹ کارڈ بھی داخل کرانا ضروری ہے۔ دونوں کے لیے الگ سے درخواست دینی ہے۔ فارم بھیجے جاتے ہیں۔ ان فارموں کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیا ہوا Migration سرٹیفکیٹ بھی ضروری ہے جہاں سے آپ نے ایم اے کیا تھا۔ اس کارروائی کے بغیر مقالہ داخل نہ ہوگا اور یہ کام یہاں آپ کے آنے سے دس پندرہ دن پہلے ہو جانا چاہیے تاکہ Eligibility، اور انرول منٹ کی کارروائی کے لیے مناسب [وقت] مل سکے۔ اسکے لیے مزید-/Rs.26 فیس داخل کرنا ہوگی۔ پہلی فرصت میں (بلکہ جلد سے جلد) آپ کو Eligibility، اور انرول منٹ کی کارروائی کے لیے قدم اٹھانا ہے۔

ضروری:۔

1) Supervision fee
2) Eligibility Cert:
3) Enrolment Card
4) M.A Degree in Orignal
5) Employer's Certificate
6) Exam form in duplicate
7) Exam fee
8) Thisis : 4 copies
9) Short Abstract:4 Copies
10) Migration Certficate

(۸) Employer's Certificate بھی حاصل کرلیں۔کالج کے پرنسپل سے (غالباً آج کل آپ کالج میں ہیں) خط لے لیں کہ (Ph.D) کرنے پر کوئی اعتراض نہیں اجازت ہے۔

(۹) جب آئیں تو اپنی اصل ڈگری ایم اے کی بھی ضرور لائیں۔

(۱۰) مزید کچھ دریافت طلب ہو تو لکھیں یا نو بجے شب کے لگ بھگ گھر پر فون 82102 پر مجھ سے بات کرلیں: فقط

نجم الاسلام

H-363، عالم خان روڈ، راول پنڈی

(۸)

راولپنڈی

۱۸/اپریل ۱۹۸۷ء

محترمی ومکرمی ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امید ہے کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

آپ کا مفصل مکتوب، ۱۶/اپریل ۱۹۸۷ء، موصول ہوا۔آپ نے میرے لیے زحمت فرمائی، شکر گزار ہوں۔ چند گزارشات جناب کے ہمدردانہ غور کے لیے پیش خدمت ہیں:

۱۔ موضوع مقالہ: میں نے اپنی درخواست میں مقالہ کا موضوع۔مکاتیب اقبال کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ تجویز کیا تھا (نقل منسلک ہے) جبکہ رجسٹرار صاحب کی چٹھی مورخہ ۱۶/مارچ ۱۹۸۵ء میں موضوع مکاتیب اقبال کا تنقیدی جائزہ کی منظوری کی اطلاع دی گئی تھی (نقل ارسال کر چکا ہوں) آپ کی چٹھی، ۲۹ جنوری ۱۹۸۵ء اور بعد کی ملاقاتوں سے میں نے یہ اخذ کیا تھا کہ موضوع اور خاکہ میں حسب ضرورت تبدیلی ہو سکتی ہے (چٹھی کی نقل منسلک ہے) تاہم اگر کوئی تبدیلی ممکن نہیں تو میں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں جلداُ کھڑوا کر یہی عنوان یعنی مکاتیب اقبال کا تنقیدی جائزہ" کتابت کروالیتا ہوں۔لیکن مقالہ کے متن میں تو میں نے تحقیق وتوضیح ہی کو ترجیح دی ہے۔صرف تنقیدی جائزہ ایک ضمنی چیز ہے۔اس کام کا نمونہ قبل ازیں ارسال خدمت کر چکا ہوں۔بہرحال آپ جو تجویز فرمائیں، انشاء اللہ اس کے مطابق عمل ہوگا۔

۲۔ مائگریشن سرٹیفکیٹ: پنجاب یونیورسٹی کا یہ سرٹیفکیٹ قبل ازیں یونیورسٹی کو ارسال کر چکا ہوں اسی لیے مذکورہ چٹھی میں رجسٹرار صاحب نے یہ سرٹیفکیٹ طلب نہیں کیا گیا۔

۳۔ نو آبجیکشن سرٹیفکیٹ: آپ نے جس سرٹیفکیٹ کی فراہمی کے لیے لکھا ہے، اگر محکمہ تعلیم سے لینے کی کوشش کروں تو یہ خاصا طویل اور جانکاہ کام ہوگا، محکمہ تعلیم والے تکنیکی طور پر الجھن پیدا کر سکتے ہیں کہ رجسٹریشن کے وقت تو اس کی ضرورت نہیں پڑی، اب جبکہ مقالہ پیش کرنے اور اسی ماہ دینے کا مرحلہ ہے تو وہ کیوں دیں؟ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ یہ سرٹیفکیٹ اوپن یونیورسٹی سے لیا جائے ۔اگر یہ قابل قبول ہو تو میں اس کے لیے فوری کوشش کر سکتا ہوں، بصورت دیگر محکمہ تعلیم پنجاب سے اس نوع کا

سرٹیفکیٹ لینے میں کچھ دیر لگے گی، آپ کو صوبائی دفاتر کی سست روی کا تو پتہ ہی ہے۔

۴۔ نقول: آپ نے جن اسناد کی نقول فراہم کرنے کو کہا ہے کیا یہ فوٹو اسٹیٹ بھی قابلِ قبول ہیں یا ٹائپ شدہ ہونی چاہییں۔

۵۔ مُدّت: براہ کرم یہ تصریح بھی فرمادیں کہ میرے پاس اب مقالہ پیش کرنے کے لیے کتنی مدت باقی ہے؟ ایسا نہ ہو کہ مذکورہ مسائل تو حل ہو جائیں اور یہ مسئلہ پیدا ہو جائے۔

معذرت خواہ ہوں کہ آپ ایسے شفیق و مہربان کو زحمت دے رہا ہوں، اگر آپ ازراہ کرم پروفیسر شیر محمد خان صاحب سے مدد لے لیں تو میں از حد شکر گزار ہوں گا۔ وہ آپ کی ہدایات کے مطابق یونیورسٹی دفاتر میں میری پیروی/نمائندگی فرما سکتے ہیں۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

(۹)

راولپنڈی

۲۴ر ستمبر ۱۹۸۷ء

محترمی ومکرمی ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

مجھے توقع ہے کہ بورڈ کی میٹنگ ہو چکی ہوگی۔ اگر ایسا ہے تو براہِ کرم مطلع فرمائیں کہ میرے معاملے کا کیا بنا، شکر گزار ہوں گا۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

(۱۰)

راولپنڈی

۲۶ر نومبر ۱۹۸۷ء

محترمی ومکرمی ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اندازہ ہے کہ میرے دونوں ممتحن صاحبان نے رپورٹ بھیج دی ہوگی۔ اگر کسی نے نہیں بھیجی تو براہِ کرم یاد دلا دیں تا کہ اگلے ماہ کے اندر اندر، زبانی امتحان کے لیے حاضرِ خدمت ہو سکوں، میرا خیال ہے کہ حیدر آباد کے سفر کے لیے بھی یہ مہینہ اچھا ہوگا۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

(۱۱)

راولپنڈی

۱۲/اپریل ۱۹۸۸ء

محترمی ومکرمی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مکتوب گرامی موصول ہوا۔ تبصرہ میں [نے] مجلّہ ''علم کی دستک'' میں اشاعت کے لیے دے دیا ہے۔ جب چھپ جائے گا تو رسالہ آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا، انشاء اللہ۔

یہاں، پرسوں قیامت گزر گئی[۱] لیکن اللہ کا شکر ہے کہ سب احباب خیر و عافیت سے ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، مقالہ چھاپنے کے لیے تیار ہیں۔ دیر صرف میری طرف سے ہے۔ میں نے ابھی تک مقالہ انھیں ارسال نہیں کیا، اس سلسلے میں جناب کی رائے کیا ہے؟ اور یونیورسٹی سے، اشاعت کی اجازت کے لیے مجھے کس طرح درخواست دینی ہوگی؟

اس سلسلے میں مجھے ممتحن حضرات کی رپورٹوں کی نقول کی بھی ضرورت ہوگی تا کہ اُن کی روشنی میں، میں مقالہ پر نظر ثانی کر سکوں، ضرورت نہیں کہ ایسی رپورٹیں سرکاری ہی ہوں اگر ڈاکٹر ابواللیث صاحب[۳] نے الگ طور پر آپ کو چٹھی لکھی ہے تو براہ کرم، اس کی نقل ارسال فرمائیں۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

H/۳۶۳، عالم خان روڈ، راولپنڈی

(۱۲)

راولپنڈی

۱۹/مئی ۱۹۸۸ء

محترمی ومکرمی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عید الفطر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ۱۰/مئی ۱۹۸۸ء کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ بے حد شکر گزار ہوں، آپ نے نتیجے کی جو کاپی ارسال فرمائی تھی وہ مجھے موصول ہو گئی تھی اور میں نے اس امر کی اطلاع کے لیے آپ کی خدمت میں عریضہ بھی ارسال کر دیا تھا لیکن شاید وہ آپ تک نہیں پہنچ سکا۔ توصیف تبسم صاحب[۱] کو میں نے نتیجے کی نقل مہیا کر دی تھی، تاہم کنٹرولر صاحب کی طرف سے نہ انھیں کوئی چٹھی ملی ہے اور نہ مجھے۔ توصیف تبسم صاحب اور میری طرف سے اس عنایت کے لیے شکریہ قبول فرمائیں۔

جناب والا راولپنڈی/اسلام آباد کب تشریف لا رہے ہیں کار لائقہ سے یاد فرمائیں۔ والسلام

بصد احترام

رحیم بخش شاہین

H/۳۶۳، عالم خان روڈ، راولپنڈی

(۱۳)

Ref No. Urdu

Dated: 25/5/1988

نقل جواب:

ڈاکٹر شاہین صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۹ رمئی ملا۔ آپ کو بھی عید مبارک ہو۔ راول پنڈی راسلام آباد تو آنے کا ابھی کوئی پروگرام نہیں۔ یہاں سے متعلق کوئی کام ہو تو بے تکلف لکھ دیں۔ اگر مقالہ چھپوانے کا ارادہ ہو تو اس کے لیے چیر مین شعبۂ اردو کا معرفت، رجسٹرار سندھ یونیورسٹی کو درخواست دیں اور ڈگری حاصل کرنے کے لیے بھی درخواست اور فیس جمع کرادیں۔

خیر اندیش

نجم الاسلام

(۱۴)

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

14-2-1989

محترمی و مکرمی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امید ہے کہ آپ صحت یاب ہو چکے ہوں گے۔ شادی بیاہ کی مصروفیات نے دوبارہ حاضر ہونے کی سعادت سے محروم رکھا اور ٹیلی فون پر بھی مزاج پرسی نہ کر سکا۔ معذرت خواہ ہوں۔

کل شام، راولپنڈی پہنچ سکا۔ آج صبح یونیورسٹی آکر ڈاکٹر محمد ریاض[۱] صاحب کو آپ کی ناسازیٔ[۲] طبع کی اطلاع دی، وہ بھی دُعا گو ہیں اور سلام کہتے ہیں۔

آپ کی فرمائش کی تعمیل کر رہا ہوں۔ ایم فل اقبالیات کے چار کورسوں[۳] کے مطالعاتی رہنما آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں رسید سے مطلع فرمائیں اور براہِ کرم اپنے مشوروں سے بہرہ ور کریں۔ شکریہ۔ والسلام

مخلص

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین

(۱۵)

اسلام آباد

۳۰ رجنوری ۱۹۹۱ء

محترمی و مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں ۲۶ رجنوری کی دوپہر کو، خیر و عافیت سے راولپنڈی پہنچ گیا تھا، اگلے دن محترم ڈاکٹر ریاض[۱] اور محترم ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی[۲] کو آپ کا سلام پہنچایا۔ ڈاکٹر محمد ریاض صاحب سے مجلّہ تحقیق کے سلسلے میں بات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ مجلّہ کا

دوسرا شمارہ ابھی تک انھیں نہیں ملا۔ اگر آپ کو اُنھیں خط لکھیں تو مناسب ہوگا کہ ایک نسخہ انھیں ارسال فرمادیں۔ نوازش ہوگی۔

اورینٹل کالج لاہور کے میگزین[۳۳] کی آنجناب کو ترسیل کے سلسلے میں بھی لکھ رہا ہوں۔

موسم یہاں کبھی کچھ بدل رہا ہے، لیکن ابھی حیدرآباد کی طرح خوشگوار نہیں ہوا۔ والسلام

طالب دعا

مخلص رحیم بخش شاہین

(۱۶)

ضروری

Chairman
Department of Urdu
University of Sindh
2.1.93

برادرم ڈاکٹر شاہین صاحب! سلام وآداب

امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔ ضرورۃً یہ خط لکھتا ہوں۔ مکتوبات اقبال میں سیر السماء کے مصنف کی حیثیت سے علامہ عبدالعزیز پرہاروی (ملتانی)[۱] کا ذکر آ ~ ہے۔ آپ نے بھی مقالے میں اجمالاً کچھ لکھا ہے۔ میں ان کا حال تفصیلاً چاہتا ہوں یعنی سن وفات، وطن، انکی دیگر مصنفات، اساتذہ سے بھی جن سے تحصیل علم کی وغیرہ وغیرہ۔ ازراہ کرم اپنی معلومات کے مطابق کچھ لکھئے اور مزید معلومات حاصل کرنے میں مدد بھی دیجیے۔ کیا ان پر پنجاب یونیورسٹی یا ملتان یونیورسٹی میں کسی درجے کی تحقیق ہوئی ہے۔ کچھ مآخذ کی نشان دہی کیجیے (علاوہ نزہتہ الخواطر کے)۔

توقع ہے کہ اپنی اب تک کی معلومات پر مبنی جواب دینے میں عجلت سے کام لیں گے، اور مزید معلومات کے حصول میں کوشش کریں گے۔ شکریہ

مخلص:

نجم الاسلام

علامہ عبدالعزیز پر کوئی مقالہ کسی رسالے میں چھپا ہو تو اسکی نشان دہی کیجیے۔ سیر السماء کا مخطوطہ اب کہاں ہے اور مولوی شمس الدین بہاولپوری کے کتب خانے میں اب ہے کہ نہیں، اور، کتب خانہ کس حال میں ہے۔ کیا سیر السماء چھپ گئی؟

بخدمت گرامی:

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین صاحب H-363، عالم خان روڈ، راول پنڈی

(۱۷)

اسلام آباد

۱۶ر اگست ۱۹۹۴ء

محترمی ومکرمی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

مجلّہ ''تحقیق'' کا دوورقی تعارف ایلا۔ شکریہ

ہم مجلّہ کے ہر شمارے کی کچھ کاپیاں اپنی لائبریری کے لیے منگوانا چاہتے ہیں، لیکن ابھی تک یونیورسٹی بجٹ کا اعلان نہیں ہوا۔ اس لیے اس کام میں چند دن لگ جائیں گے۔ بہر حال تعارف میرے سامنے پڑا ہے اور انشاء اللہ جلد ہی آپ سے درخواست کی جائے گی کہ اس کے دستیاب شماروں کی کاپیاں ہمارے گوشۂ اقبال کے لیے ارسال فرمادیں۔

شمارہ پنجم میں ''ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان[۲] کی اقبال شناسی'' کے موضوع پر مقالہ[۳] شامل ہونے کا پتہ چلا ہے۔ میں نے مقالہ نہیں دیکھا کیا ڈاکٹر صاحب کی اقبال شناسی پر اتنا مواد ہے جو ایم فل کے تحقیقی مقالے کے لیے کافی ہو۔ اگر ایسا ہو تو ہم اپنے شعبے کی طرف سے کسی طالب علم کو یہ موضوع دلوا سکتے ہیں[۴]۔ آپ کے مشورے اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

(۱۸)

اسلام آباد

۱۰/اکتوبر ۱۹۹۴ء

محترم ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب، سلام مسنون۔

مزاج گرامی!

اکادمی ادبیات پاکستان کے خبر نامہ میں شائع شدہ جلیسان ادب[۱] کے اجلاس کی روداد سے معلوم ہوا کہ آج کل پروفیسر رابعہ اقبال صاحبہ صدر شعبۂ اردو[۲] ہیں۔ چونکہ مجھے اس تبدیلی کا علم نہیں تھا، اس لیے آپ سے حقیقت حال لکھنے کی درخواست کررہا ہوں۔ یہاں الانا صاحب[۳] سے ملاقات ہوئی۔ لیکن میں نے ان سے استفسار نہیں کیا۔

آپ نے رسائل کی جو فہرست بھجوائی تھی، اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔ غالباً اس کی فراہمی کے لیے شعبۂ اردو جامعہ سندھ کو لکھ دیا گیا ہے۔

اپنی صحت و عافیت سے مطلع فرمائیں۔ والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

(۱۹)

اسلام آباد

۱۱/نومبر ۱۹۹۴ء

استاذ گرامی قدر محترم ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب! سلام مسنون

گرامی نامہ ملا، آنجناب کے احوال کی تفصیل معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حج و زیارت کے سفر مقدس کو قبول فرمائے اور آپ کو صحت و عافیت سے رکھے۔ آمین۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ آپ شعبے میں بحیثیت وزیٹنگ پروفیسر موجود ہیں۔

کچھ عرصہ پیشتر میں نے ڈگری کے حصول کی درخواست بھجوائی تھی اور اس کے ساتھ فیس جمع کرانے کی بینک رسید کی

نقل بھی منسلک کی تھی۔اگر آپ کنٹرولر صاحب کے دفتر میں کسی سے کہہ دیں تو شاید میری ڈگری جاری ہو جائے۔

مجلّہ "تحقیق" کے سلسلے میں تعاون جاری رہے گا۔ والسلام مخلص

رحیم بخش شاہین

(۲۰)

اسلام آباد

۲۱/جنوری ۱۹۹۵ء

محترمی و مکرمی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب! السلام علیکم

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے

قبل ازیں سندھ یونیورسٹی کنٹرولر امتحانات صاحب کو کئی درخواستیں لکھ چکا ہوں کہ وہ میری سند ارسال فرمادیں لیکن ابھی تک کوئی مثبت جواب نہیں ملا۔گزشتہ دنوں میں نے اپنی درخواست کی نقل محترم جناب ڈاکٹر الانا صاحب کو بھی بھجوادی تھی، اس کے باوجود صورتِ حال میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔اگر آپ کی ملاقات کنٹرولر صاحب سے ہو تو براہِ کرم سفارش کر دیں۔

آپ کے ہاں اسید یامین ہاشمی صاحب ہوا کرتے تھے، کیا اُن کا کچھ اتا پتا مل سکتا ہے؟اس سلسلے میں اگر آپ کے کوئی رفیق کار میری رہنمائی کر سکتے ہوں تو میں بے حد شکر گزار ہوں گا۔والسلام

مخلص

رحیم بخش شاہین

بخدمت گرامی جناب پروفیسر رحیم بخش شاہین

مکان نمبر H-363، عالم خان روڈ، راول پنڈی۔

حواشی:

تمہید:

۱۔ ایم فل

۱۔	مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی احوال و آثار	حافظ ریاض احمد	۱۹۸۰ء
۲۔	اردو سندھی کے ارکانِ تہجی کا تقابلی جائزہ، انگریزی دخیل الفاظ کے نقطۂ نظر سے	کین ساکو ماميا	۱۹۹۳ء
۳۔	اردو میں تبصرہ نگاری، آغاز و ارتقاء	سیّد جاوید اقبال	۱۹۹۵ء
۴۔	مرزا فرحت اللہ بیگ، شخصیت و فن	عدنان محمود صدیقی	۱۹۹۸ء

پی ایچ ڈی

۱۔	اردو میں تاریخ نویسی (یہ مقالہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے)	ڈاکٹر ظفر اقبال	۱۹۸۳ء
۲۔	اردو میں صرفی نحوی تغیرات	ڈاکٹر نسیم آرا سعید	۱۹۸۶ء

اس مقالے کے کچھ اجزاء شعبہ جاتی مجلّہ ''تحقیق''، شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، شمارہ اوّل میں بعنوان '' سے کا مطالعہ''، ص ۱۰۹ تا ۱۴۴، اور شمارہ ۲ بعنوان ''صرفی ''میں کا مطالعہ''، ص ۴۲ تا ۲۷ میں شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک حصہ سہ ماہی ''اردو''، کراچی شمارہ ۱، جنوری۔فروری ۱۹۹۱ء، ص ۷۹ تا ۹۵ میں بعنوان اردو اعداد کا مطالعہ شائع ہوا۔

۳۔ اردو افسانے میں علامت نگاری (مطبوعہ ریز پبلی کیشنز راولپنڈی، ۲۰۰۳ء)	ڈاکٹر اعجاز حسین	۱۹۸۶ء
۴۔ سندھ میں اردو کی ادبی صحافت	ڈاکٹر امین فاروق	۱۹۸۷ء
۵۔ مکاتیب اقبال کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	۱۹۸۸ء
۶۔ علامہ محمد انور شاہ کشمیری، ان کے متوسلین اور تلامذہ کی خدماتِ اردو زبان	ڈاکٹر خواجہ عبدالغنی	۱۹۹۱ء
۷۔ نواب محبت خان محبت احوال و آثار (یہ مقالہ زیرِ طبع ہے)	ڈاکٹر فدا حسین انصاری	۱۹۹۲ء
۸۔ اردو نعت کے جدید رجحانات	ڈاکٹر آنسہ شوکت چغتائی	۱۹۹۳ء

اس مقالے کا ایک جزو کتابی سلسلہ ''راہ نجات''، کراچی نعت نمبر شمارہ ۳، مئی ۲۰۰۳ء میں ''نعت میں ہیئت کے تجربے'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ ازاں بعد یہ مقالہ ادارۂ یادگارِ حسان۔ کراچی سے، ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔

خط نمبر ۱:

۱؎ سہ ماہی ''صحیفہ'' کا پہلا شمارہ جون ۱۹۵۷ء میں لاہور سے منظرِ عام پر آیا۔ اس کے مدیر سیّد عابد علی عابد اور معاون مدیر سجاد رضوی تھے۔ ''صحیفہ'' کے اداریہ جمع متکلم کے تحت واضح کیا گیا کہ مجلس ترقی ادب نے کلاسیکی کتب کے علاوہ، ہر مکتبہ خیال کے ادیبوں، انشاء پردازوں اور شاعروں کی صحت مند نگارشات کی اشاعت کو بھی اپنے قیام کے مقاصد میں شامل کیا تھا۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہی ''صحیفہ'' کا اجراء عمل میں لایا گیا تھا۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ کیجیے، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ از ڈاکٹر انور سدید، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء۔

۲؎ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' لاہور سے ۱۹۵۲ء میں جاری ہوا۔ یہ بزم ''اقبال'' لاہور کا ترجمان تھا۔ اور اس کے مقاصد میں ''اقبال'' کے افکار اور علوم وفنون کے ان شعبہ جات کا تنقیدی مطالعہ شامل تھا۔ جن سے ''اقبال'' کو دلچسپی تھی۔ اس قسم کے شعبہ جات میں اسلامیات، فلسفہ، مذہب، فن، ادب اور عمرانیات وغیرہ سب شامل تھے۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ کیجیے: پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، از ڈاکٹر انور سدید، ادکامی ادبیات، پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء۔

۳؎ سہ ماہی رسالہ ''اقبال ریویو'' اقبال اکادمی کا رسالہ ہے۔ کراچی سے اپریل ۱۹۶۰ء میں اس کا اجراء عمل میں لایا گیا تو اس کا مقصد ۰۰۰ اقبال کی زندگی، شاعری اور حکمت کا مطالعہ پر تجزیاتی، تشریحی، تحلیلی اور علمی مضامین شائع کرنا تھا۔ اس کے دائرۂ عمل میں ان مضامین کو بھی شامل کیا گیا، جن میں خود اقبال کو دلچسپی تھی۔ چناں چہ فلسفہ، اخلاقیات، مذہبیات، عمرانیات، ادب، فن اور اسلامیات جیسے اہم موضوعات کو 'اقبال ریویو' میں نمایاں جگہ ملنے لگی۔ یہ رسالہ بے حد سادہ لیکن فکر و معنی کے لحاظ سے ایک خاموش تحریک کا درجہ رکھتا ہے۔ اقبال پسندوں کو نئے

نئے گوشوں سے آشنا کراتا ہے یہ اقبال اور اطراف اقبال کے متعدد علوم پر بحث ونظر کی راہ بھی ہموار کرتا ہے۔اس کی یہ خدمت متنوع اور بامعنی ہے۔۰۰۰ اقبال ریویوذولسانی پرچہ تھا۔سال میں اس کے چار شمارے چھپتے تھے۔دو شمارے اردو میں اور دو انگریزی میں شائع ہوتے تھے۔اس علمی پرچے کے پہلے مدیر ڈاکٹر محمد رفیع تھے۔اقبال اکادمی لاہور منتقل ہوئی تو یہ رسالہ بھی لاہور آ گیا۔جولائی ۱۹۷۶ء میں صوفی غلام مصطفےٰ تبسم اور جنوری ۱۹۷۸ء میں ڈاکٹر محمد باقر صدر مجلس مقرر ہوئے۔۰۰۰ تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ کیجیے: پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ از ڈاکٹر انور سدید۔

۴۔ یونٹس کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۔اقبالیات۔کوڈ نمبر ۴۰۵۔یونٹ نمبر ۱۶۔ موضوع: نیر اقبال۔

۲۔اقبال کی فارسی شاعری۔کوڈ نمبر ۴۳۳، یونٹ نمبر ۲۔ موضوع: اقبال کی فارسی مثنویاں۔

۳۔اقبالیات کوڈ نمبر ۳۰۳، یونٹ نمبر ۷۔ موضوع: اقبال اور نئی نسل (نظمیں)۔

۴۔اقبال کی نثر۔کوڈ نمبر ۴۳۴۔ موضوع: اقبال کی اردو نثر۔

خط نمبر ۲:

۱۔ علی نواز پلیجو اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔

خط نمبر ۳:

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض (۴ ر مارچ ۱۹۳۵ء۔۲۹ ر نومبر ۱۹۹۴ء) موضع گہل سوار ستی سیّداں میں، جو تحصیل مری کا ایک گاؤں ہے، پیدا ہوئے۔آپ کا تعلق ستی قوم سے تھا۔آپ نے ۱۹۶۱ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔ازاں بعد یہیں سے ۱۹۶۳ء میں فارسی میں ایم اے کیا۔۱۹۶۵ء میں حکومت ایران کے وظیفے پر پی ایچ ڈی کے لیے تہران یونیورسٹی چلے گئے۔۱۹۶۸ء میں تہران یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔نگرانِ تحقیق ڈاکٹر حسن منوچہر تھے۔نومبر ۱۹۶۹ء میں گورنمنٹ کامرس کالج کراچی میں آپ کا تقرر بطور اردو لیکچرر ہوا۔۱۶ ر نومبر کو آپ اسلام آباد تشریف لے آئے اور فارسی کے استاد کی حیثیت سے فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔۱۹۷۲ء میں وہ ڈیپوٹیشن پر تہران یونیورسٹی ایران چلے گئے۔ جہاں ۱۹۷۷ء تک تہران یونیورسٹی میں مطالعہ پاکستان اور اردو پوسٹ گریجویٹ کلاسوں کو پڑھاتے رہے۔وطن واپس آنے کے بعد گورنمنٹ کالج اسلام آباد میں قائم مقام پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔۱۹۸۰ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے شعبۂ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے منسلک ہو گئے۔۱۹۸۱ء میں ان کو صدر شعبہ بنا دیا گیا۔ ۲۸ ر نومبر ۱۹۹۴ء تک شعبۂ اقبالیات کے سربراہ کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔انھیں اردو، فارسی پر کامل دسترس حاصل تھی۔فارسی ادبیات اور اقبال کے خاص موضوعات تھے۔ان کے فارسی اور اردو مقالات اگر جمع کیے جائیں تو کئی جلدیں بن جائیں۔ان کی تصانیف کی تعداد تین درجن سے زائد بنتی ہے: چند تصانیف: ۱۔اقبال اور فارسی شعراء، ۱۹۷۷ء۔۲۔اقبال اور ابن حلاج۔کتاب الطواسین اور تصانیف اقبال کا مطالعہ، ۱۹۷۷ء۔،

۳۔اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی، ۱۹۷۸ء۔ ۴۔تعلیمات اقبال، مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں، ۱۹۷۸ء۔، ۵۔ برکات اقبال، ۱۹۸۲ء (مجموعہ مضامین)، ۶۔ افادات اقبال، ۱۹۸۳ء (مجموعہ مضامین)، ۷۔ تقدیر امم اور اقبال، ۱۹۸۳ء، (مجموعہ مضامین)، ۸۔حضرت شاہ ہمدان اور اقبال، ۱۹۸۵ء۔، ۹۔ آفاقِ اقبال ۱۹۸۷ء۔، ۱۰۔کتاب شناسی اقبال (فارسی) ۱۹۸۶ء۔(سہ ماہی ''علم کی دستک''، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، جولائی ۱۹۹۷ء، ص ۵۱، ۵۲۔ (غیر مطبوعہ مقالہ بہ عنوان ڈاکٹر محمد ریاض، برائے ایم فل اقبالیات، سعیدہ مہتاب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد ۱۹۹۹ء۔)

خط نمبر۴:

۱۔ ڈاکٹر وحید قریشی (۱۹۲۵ء۔۲۰۰۹ء) میانوالی میں پیدا ہوئے۔آپ نے ۱۹۴۶ء میں فارسی پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔کلاسیکی فارسی نثر پر آپ نے ۱۹۵۲ء میں پی ایچ ڈی کیا۔میر حسن اوران کی شاعری کے موضوع پر تحقیقی خدمات کے صلے میں ۱۹۶۵ء میں آپ کو پنجاب یونیورسٹی نے ڈی لٹ کی ڈگری عطا کی۔اس کے علاوہ ڈاکٹر وحید قریشی نے ''شبلی کی حیات معاشقہ'' کے زیر عنوان ایک تحقیقی مقالہ تحریر کیا جسے مکتبہ جدید لاہور نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ڈاکٹر صاحب مختلف کالجوں اور جامعہ پنجاب اور بہاء الدین زکریا یونیورسٹی میں اردو اور فارسی ادبیات کے استاد رہے۔ڈاکٹر وحید قریشی استاد، محقق، نقاد اور منتظم کی حیثیت سے نمایاں رہے۔ڈاکٹر وحید قریشی نے جدید علوم اور تحقیق مثلاً نفسیات، معاشیات، سماجیات اور تاریخ وغیرہ کی روشنی میں جدید وقدیم ادب کا جائزہ لیا ہے۔وہ کئی اہم ادبی جرائد کے مدیر رہے۔جن میں صحیفہ، اقبال ریویو اور اقبال قابل ذکر ہیں۔انھوں نے بزم اقبال، اقبال اکیڈمی اور مغربی پاکستان اکیڈمی میں علمی اور تحقیقی خدمات سرانجام دیں۔وہ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشیں بھی رہے۔ڈاکٹر وحید قریشی نے ۳۰ سے زائد کتابیں لکھیں۔نمایاں کتابوں میں شبلی کی حیات معاشقہ، میر حسن اوران کا زمانہ، مطالعہ حالی، کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ، اردو نثر کے میلانات، اقبال اور پاکستانی قومیت اور مطالعۂ ادبیاتِ فارسی وغیرہ شامل ہیں۔(ڈاکٹر وحید قریشی: شخصیت اور فن از ڈاکٹر گوہر نوشاہی سے مستفاد، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء۔)

۲۔ اُس زمانے میں ڈاکٹر وحید قریشی مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد کے صدر نشیں تھے۔

۳۔ ملاحظہ کیجیے خط نمبر۳، حوالہ نمبر۱۔

خط نمبر۶

۱۔ رسالہ ''معارف'' کا شمار اُردو کے معروف علمی وتحقیقی جرائد میں ہوتا ہے۔اس وقیع رسالے کی خدمات گزشتہ ۹ دہائیوں پر محیط ہیں۔اپنے آغاز سے آج تک مسلسل شائع ہو رہا ہے۔صوری اور معنوی لحاظ سے اس کی خوبیاں روز افزوں ہیں۔معروف دینی مرکز دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا کے ترجمان کی حیثیت سے معارف کے علمی کارنامے محتاجِ بیان نہیں ہیں۔گو کہ اس جریدے کا منصوبہ برصغیر کے عالمِ اجل اور ادیب شہیر علامہ شبلی نعمانی کے ذہن میں مرتب پایا مگر ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو ان کی ناگہانی وفات سے یہ باران کے شاگرد عزیز سیّد سلیمان ندوی

کے کاندھوں پر آ پڑا۔ قیامِ دارالمصنفین کے آغاز ہی میں "معارف" کا منصوبہ بھی روبہ عمل آ گیا۔ اس کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۱۶ء کو منظرِ عام پر آیا۔ سیّد سلیمان ندوی پہلے مدیر مقرر ہوئے۔ انھیں رسالے کی ترتیب میں مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی، اور مولانا ریاست علی ندوی کا تعاون حاصل رہا۔ سیّد سلیمان ندوی کے بعد مولانا سید معین احمد ندوی، سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن ندوی کے بعد اصلاحی "معارف" کے مدیر رہے۔ آج کل زمامہ ادارت پروفیسر اشتیاق احمد ظلی اور مولانا عمیر الصدیق ندوی کے ہاتھوں میں ہے۔ فاضل مدیران کے علاوہ درج ذیل معروف علماء و محققین بھی "معارف" کی مجلس ادارت میں شامل رہے ہیں۔ سیّد مناظر احسن گیلانی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد اُویس گرامی ندوی، عبدالسلام قدوائی، ڈاکٹر نذیر احمد، مولانا ابوالزمان ندوی، خلیق احمد نظامی، مولانا ابومحفوظ الکریم معصومی، مولانا سیّد محمد رابع ندوی اور پروفیسر مختارالدین احمد۔ معارف کے مختلف شماروں میں علم وادب، مذاہب و تاریخ، نفسیات و سیاسیات اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں قابلِ قدر لوازمہ موجود ہے۔ (غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو بہ عنوان "رسالہ معارف کی اردو ادبی خدمات ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ" از عتیق احمد جیلانی، شعبۂ اُردو سندھ، یونیورسٹی جام شورو ۲۰۱۰ء، ص ۲۔)

۲۔ علامہ سیّد سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۳ء) کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیرت نگار کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ ان کا تعلق بہار کے قصبہ دیسنہ سے تھا۔ انھوں نے لکھنؤ کی مشہور درس گاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے تعلیم حاصل کی تھی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد انھوں نے ندوۃ العلماء ہی میں معلمی کے فرائض انجام دیے۔ بعدازاں وہ مولانا شبلی نعمانی کے ادارے دارالمصنفین سے وابستہ ہوگئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ حکومت پاکستان کی دعوت پر کراچی آ گئے تھے۔ سیّد سلیمان ندوی اعلیٰ پائے کے مورخ، محقق، سوانح نگار اور ادیب تھے۔ ان کی تصانیف میں رحمتِ عالم، امام مالکؒ، عربوں کی جہاز رانی، خیام، نقوشِ سلیمانی، خطباتِ مدارس، سیرت عائشہؓ اور ارض القرآن شامل ہیں۔ (اردو لازمی نویں دسویں جماعتوں کے لیے، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ۔ مدیر اعلیٰ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں۔ ۱۹۹۰ء، ص ۳۵۔)

۳۔ مولانا عبدالسلام ندوی، علامہ شبلی نعمانی کے شاگرد رشید دارالمصنفین اعظم گڑھ کے رکن رکین رہے۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں زمانۂ طالب علمی کے دوران رسالہ "الندوہ" کے سب ایڈیٹر اور پھر ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ندوۃ العلماء سے فارغ ہو کر کلکتہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کے رسالہ الہلال سے وابستہ رہے۔ ۱۹۱۴ء میں اعظم گڑھ آ گئے۔ اور دارالمصنفین کے علمی کاموں میں منہمک ہوگئے۔ ان کی تصنیف شعرالہند کو اردو ادبیات میں اہم مقام حاصل ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں تاریخ اخلاقِ اسلامی، اسوۂ صحابہ، اسوۂ صحابیات، سیرت عمر بن عبدالعزیز اور حکمائے اسلام شامل ہیں۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ (وفیاتِ معارف مرتبہ: ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، قرطاس پبلشرز، کراچی ۲۰۱۳ء، صفحہ نمبر ۲۱۹۔)

۴۔ مولوی ابوالحسنات ندوی (وفات: ۱۲؍ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ) علامہ سید سلیمان ندوی کے خاص شاگرد تھے۔ علامہ

سیّد سلمان ندوی کے بقول ''وہ ہماری کوششوں، ندوہ اور دارالمصنفین کی سب سے بڑی کمائی تھے''۔ مولوی ابوالحسنات ندوی فارسی شاعری کے ساتھ خاص ذوق رکھتے تھے۔ تحریک خلافت کے سلسلے میں انھوں نے متعدد مضامین لکھے۔ جو ''ترک وخلافت'' کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ مولوی ابوالحسنات ندوی ضلع پٹنہ کے قصبے اشرف پور کے رہنے والے تھے علامہ سید سلیمان ندوی سے ان کی ملاقات ۱۹۱۲ء میں کلکتہ میں ہوئی۔ ان کی ذات میں موجود جوہر قابل کو دیکھتے ہوئے علامہ نے انھیں خود پڑھانا شروع کیا۔ علامہ نے جب کلکتہ چھوڑا تو انھیں مزید تعلیم کے لیے ندوۃ العلماء لکھنؤ بھیج دیا۔ ندوہ کی تعلیم کے بعد ۱۹۱۸ء میں دارالمصنفین اعظم گڑھ آ گئے اور آخر دم تک اس اہم علمی مجلس سے وابستہ رہے۔ (تعزیتی مضمون بہ عنوان، آہ! ابوالحسنات ندوی مشمولہ یادرفتگان، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، ۱۹۸۳ء۔)

۵ مولانا محمود حسن (۱۸۵۱ء۔۱۹۲۰ء) دیوبند ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد آپ اولین استاذ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پہلے شاگرد تھے۔ آپ نے مولانا عبدالرشید گنگوہیؒ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کو دیوبند میں استاد مقرر کر دیا گیا۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ منطق اور تاریخ کے عالم اور استاد رہے۔ تحریک آزادیٔ ہند میں آپ کو نمایاں حیثیت حاصل رہی۔ آپ کو تحریک آزادی برپا کرنے کے جرم میں انگریز حکومت نے گرفتار کیا۔ انگریزی حکومت نے آپ کو پہلے قاہرہ اور اس کے بعد مالٹا میں بھیج کر قید کیا۔ سوا تین سال بعد آپ کی رہائی عمل میں آئی۔ آپ کو شیخ الہند کا خطاب دیا گیا۔ مشہور معالج اور تحریک آزادیٔ ہند کے رہنما ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی رہائش گاہ واقع دہلی میں آپ کی وفات ہوئی۔ اور دیوبند میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے اردو ترجمۂ قرآن کو دیگر تراجم میں نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ (نقشِ حیات از مولانا حسین احمد مدنی، ادارہ اسلامیات۔)

۶ مولانا عبدالماجد دریابادی (۱۸۹۲ء۔۱۹۷۷ء) ضلع بارہ بنکی میں قصبہ دریاباد میں پیدا ہوئے۔ عبدالماجد دریابادی کے مورث اعلیٰ برصغیر کے نامور صوفی بزرگ شیخ معزالدین ملقب بہ قدوۃ العلم والدین یا عرف عام کے مطابق قاضی قدوہ تھے۔ ماجد کے والد مولوی عبدالقادر ڈپٹی کلکٹر تھے۔ اس لیے عبدالماجد دریابادی کی پرورش، تربیت اور تعلیم نہایت اچھے ماحول میں ہوئی۔ انھوں نے اپنے گھر پر عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۰۷ء میں سیتاپور کے ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ کیننگ کالج لکھنؤ سے ۱۹۱۲ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ماجد کا پسندیدہ مضمون فلسفہ تھا۔ انھوں نے اپنے قصبے دریاباد سے رسالہ صدق جاری کیا۔ ماجد تا دم آخر اس رسالے کے مدیر رہے۔ انھوں نے اس رسالے کے ذریعے فلسفہ، نفسیات، الٰہیات، مذہب، تاریخ اور ادب کے موضوعات پر گراں قدر مضامین لکھے۔ اس رسالے کے ذریعے ان کی شہرت برصغیر کے طول وعرض تک پھیل گئی۔ عبدالماجد دریابادی رسالہ معارف کے شعبۂ ادارت میں بھی شامل رہے۔ قرآن مجید کے اردو اور انگریزی تراجم اس کے ساتھ ہی اس کی تفسیر (جس میں سائنسی انداز اختیار کیا گیا) ان کے گراں قدر علمی کارناموں میں اہم درجہ رکھتے ہیں (عبدالماجد دریابادی احوال وآثار، ڈاکٹر تحسین فراقی، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۰۶ء۔)

۷۔ اتھنیئم (Athenium) لندن سے شائع ہونے والا ایک ادبی رسالہ تھا۔ یہ رسالہ ۱۸۲۸ء سے ۱۹۲۱ء تک جاری رہا۔ اس رسالے کو برطانوی ادیب سلک بکنگھم نے جاری کیا تھا۔ ۱۸۲۹ء میں چارلس مرینٹ وزتھ ڈیکی نے اس رسالے کی ادارت سنبھالی۔ ۱۹۲۱ء میں جب اس کی اشاعت میں فرق آنے لگا تو یہ اپنے بعد جاری ہونے والے رسالے ''دی نیشن'' میں ضم ہو گیا۔۔ ۱۹۲۱ء میں یہ رسالہ بھی ایک دوسرے اخبار میں ''نیو اسٹیٹس مین'' (New states man) میں ضم کر دیا گیا۔ (Wikipedia.org.en.wikipedia.org/wiki/athneum-(magazine)

۸۔ دی نیشن (The natation) برطانیہ سے شائع ہونے والا ہفتہ وار اخبار تھا۔ یہ اخبار سیاسی اعتبار سے برطانوی جماعت لیبر پارٹی کا ترجمان تھا۔ ۱۹۲۱ء میں لندن سے اس کا اجراء ہوا۔ ۱۹۳۱ء میں اسے ایک دوسرے ہفت روزہ اخبار نیو اسٹیٹ مین میں ضم کر دیا گیا جسے ۱۹۶۴ء تک New states man and Natation کے نام سے جانا جاتا رہا۔ (Wikipedia- (The free- encyclopedia)

خط نمبر ۸

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر ایس ایم زمان (شیر محمد زمان) پاک پتن شریف میں ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق شیخ المشائخ بابا فرید گنج شکر کے خاندان سے ہے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کے امتحان میں ڈویژن بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد منشی فاضل، ادیب فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات اوّل پوزیشن کے ساتھ پاس کیے۔ بی اے کے امتحان میں بھی اوّل رہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے عربی کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے کے بعد وہیں لیکچرر عربی تعینات ہوئے۔ ازاں بعد ۱۹۵۹ء میں ویسٹ پاکستان پبلک سروس کمیشن سے منتخب ہو کر گورنمنٹ کالج سرگودھا میں تعینات ہوئے۔ اس کے بعد آپ ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ چلے گئے۔ وہاں سے آپ نے فل برائٹ اسکالرشپ حاصل کرنے کے بعد پی ایچ ڈی کیا۔ آپ کے مقالے کا عنوان ''معجم السفر لابی الطاہر السلفی'' ہے اس مقالے کو ادارہ تحقیقات اسلامی نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ امریکہ سے واپس آ کر فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے ذریعے منتخب ہو کر مرکزی وزارتِ تعلیم میں اسسٹنٹ ایجوکیشن ایڈوائزر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ایجوکیشنل کونسلر کی حیثیت سے آپ کو برطانیہ کے پاکستانی سفارت خانے میں متعین کیا گیا۔ اس کے بعد پاکستان واپس آ کر آپ نے صوبائی رابطہ کی وزارت میں جوائنٹ سیکریٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں آپ کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔ آخر میں آپ کو ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کیا گیا۔

خط نمبر ۱۱:

۱۔ سہ ماہی ''علم کی دستک'' کا پہلا شمارہ، اپریل ۱۹۸۱ء میں ادارۂ تعلیم علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے زیر انتظام ڈاکٹر شوکت علی صدیقی کی زیر ادارت شائع ہوا۔ چوتھی جلد کے شمارہ نمبر ۲ سے ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کا نام اس کی مجلس ادارت کے رکن کی حیثیت سے شائع ہوا۔ اپریل ۱۹۹۳ء میں ''علم کی دستک'' کی اشاعت خاص ''بیادِ علامہ اقبال'' کا اہتمام ہوا۔ جس کے مرتبین میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ساتھ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کا نام بھی شامل ہے۔ اب اس

رسالے کی اشاعت کافی عرصے سے معطل ہے۔

۲۔ پاکستان آرمی کا اسلحہ خانہ (اوجڑی کیمپ) جو راولپنڈی/اسلام آباد میں تھا۔ حادثے کے سبب اس میں آگ لگ گئی اور ایک بہت بڑا علاقہ اس سے متاثر ہوا۔

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۴ء) نقاد، محقق، ماہر تعلیم اور استاد۔ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کو شعبہ لسانیات سے خصوصی دلچسپی تھی۔ لغت نویسی اور تدوین قواعد کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے۔ اردو لغت بورڈ سے وابستگی کے زمانے میں انھوں نے اردو لغت کی چھ جلدیں مرتب کر کے شائع کیں۔ ان کی تصانیف میں آج کا اردو ادب، تاریخ زبان و ادب اردو، روایت اور تجربے، غزل اور متغزلین، مصحفی اور اس کا عہد، جرات اور اس کا عہد، منظر اکبر آبادی، اور اس کا عہد، اقبال اور تصوف، لکھنؤ کا دبستان شاعری شامل ہیں۔ (دبستانوں کا دبستان، کراچی، حصہ اوّل، مرتبہ احمد حسین صدیقی، فضلی سنز، کراچی، ۲۰۰۳ء)

خط نمبر ۱۲

ا۔ ڈاکٹر توصیف تبسم بھارت میں بدایوں کے قصبے سہوان میں ۳/اگست ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ الہ آباد بورڈ سے میٹرک کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے راولپنڈی آ گئے۔ ملٹری سروسز میں ملازمت کی۔ دوران ملازمت راولپنڈی، واہ کینٹ، پشاور اور کراچی میں قیام رہا۔ ۱۹۶۲ء میں اردو ادب میں ایم۔اے کیا۔ ۱۹۸۸ء میں منیر شکوہ آبادی، حیات اور آثار'' کے عنوان سے ڈاکٹر سیّد سخی احمد ہاشمی کی زیر نگرانی شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا۔ جسے مجلس ترقی ادب لاہور نے ۲۰۰۹ء میں شائع کیا۔ توصیف صاحب نے جانے کیوں مقالے میں نگراں اور شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی کا ذکر نہیں کیا۔ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۹۱ء تک گورنمنٹ کالج راولپنڈی میں اردو کے استاد رہے۔ ان کی شاعری کے مختلف مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ جن میں بندگلی میں شام ۲۰۱۲، سلسبیل ۲۰۱۳ء، حمد و نعت گوئی اور ستارہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کی کتابیں آؤ کھیلیں آ و گائیں، اور کہاوت کہانی بھی تصنیف کی ہیں۔ ان کتابوں پر نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد نے ایوارڈ بھی دیا ہے۔ ڈاکٹر توصیف تبسم اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ (راقم الحروف سے ہونے والی ٹیلی فونک گفتگو۔)

۲۔ ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر نجم اسی سال سردی کے موسم میں کسی سرکاری میٹنگ میں شرکت کے لیے اسلام آباد گئے تھے اور ایک روزہ سرکاری مہمان رہنے کے بعد بقیہ دن شاہین صاحب کے مہمان رہے۔ واپسی پر مجھے روداد سنائی تھی۔

خط نمبر ۱۴

ا۔ ملاحظہ کیجیے۔ خط نمبر ۳، حاشیہ ا۔

۲۔ ڈاکٹر صاحب کو شدید یرقان ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا کی۔

۳۔ ملاحظہ کیجیے خط نمبر ا، حاشیہ ۴۔

خط نمبر ۱۵

۱۔ ملاحظہ کیجیے خط نمبر ۳ حوالہ ا

۲۔ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی ۱۰ راگست ۱۹۳۴ء کو لدھیانہ مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ آپ نے راولپنڈی میں تعلیم حاصل کی۔ گورنمنٹ ڈگری کالج H-8۔ اسلام آباد کے شعبہ اردو میں لیکچرر رہے۔ اس کے بعد آپ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی آ گئے۔ یہاں آپ پروفیسر، ڈین فیکلٹی آف لینگویجز اینڈ لٹریچر رہے اس کے بعد آپ رجسٹرار اور پھر شعبۂ اردو میں پروفیسر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔
۹ راگست ۱۹۹۴ء میں آپ یونیورسٹی کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے۔ مگر اس کے بعد یونیورسٹی کے شعبۂ اقبالیات میں آپ کی خدمات کو بہ طور مستعار لے لیا گیا۔ یہاں آپ ۲۰۰۳ء تک خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے بہ طور استاد آپ کی خدمات حاصل کر لیں۔ یہاں آپ لینگویجز فیکلٹی کے ڈین مقرر ہوئے۔ گزشتہ ایک سال سے آپ صاحب فراش ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر محمد ریاض کے اشتراک سے علامہ اقبال کے فارسی کلام پر شرح بہ زبان فارسی بنام ''کشف الابیات اقبال'' لکھی۔ آپ کی یہ کتاب تہران سے شائع ہوئی۔ (ڈاکٹر محمد اکرام صاحب نے یہ معلومات فراہم کی)

۳۔ یہ میگزین ڈاکٹر صاحب کے پاس پابندی سے آتا تھا لیکن پھر اچانک بند ہو گیا۔ اس بابت آپ نے وحید قریشی کو بھی خط تحریر کیا تھا لیکن بات نہیں بنی تھی۔ چناں چہ شاہین صاحب کو مطلع کیا۔ اس کے بعد میگزین آنا شروع ہو گیا۔

خط نمبر ۱۶:

۱۔ مولانا عبدالعزیز پرہاروی (۱۷۹۴ء۔۱۸۲۳ء) پنجاب کے سرائیکی خطے کے ضلع مظفر گڑھ میں کوٹ اڈو کے قریب بستی پرہاراں میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور متکلم اسلام، مفسر قرآن، محدث اور صوفی تھے۔ تصوف میں آپ حضرت محی الدین ابن عربی کے مکتبہ فکر سے وابستہ تھے۔ آپ نے قریباً ۱۰۰ کتابیں تصنیف کیں۔ اپ کی مشہور کتابوں میں ال نبراس، الناھیہ، مسجون الجواہر، نعیم الوجیز اور زمرد اخضر شامل ہیں۔

خط نمبر ۱۷:

۱۔ ڈاکٹر صاحب نے شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی کے مجلّہ ''تحقیق'' کی فروخت کا یہ نظام بنایا تھا کہ یونیورسٹی ''تحقیق'' کی اشاعت کے لیے جو رقم دیتی تھی، آپ رسالہ فروخت کر کے اس کی رقم یونیورسٹی کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیا کرتے۔ مجلّے کی فروخت بڑھانے کے لیے آپ نے دو ورقی تعارف نامہ شائع کیا تھا جسے آپ اپنے خرچ پر احباب کو بھیجتے تھے۔ جس سے خاصا فائدہ ہوا۔ یہ طریقہ اب بھی ہے۔ اب تو کافی عرصے سے ہائیر ایجوکیشن کمیشن فنڈ مہیا کرتی ہے۔ لیکن جو رقم فروخت سے حاصل ہوتی ہے وہ یونیورسٹی کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دی جاتی ہے۔
(دوران گفتگو مدیر تحقیق نے بتایا)

۲۔ ''تحقیق'' شمارہ پنجم ۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر رفیع ہاشمی کا مضمون بہ عنوان ''ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کی اقبال شناسی'' پر مضمون

شائع ہوا ہے۔

۳ے ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں (۲۳ر ستمبر۱۹۱۲ء۔۲۵ر ستمبر ۲۰۰۵ء) بھارت کے صوبہ مدھیہ پردیش کے شہر جبل پور میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے علی گڑھ یونیورسٹی سے فارسی اور اردو میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کیا۔ اس کے بعد آپ نے ایل ایل بی بھی کیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے ہی آپ نے ''فارسی پر اردو کا اثر'' کے عنوان سے ایک پرمغز مقالہ لکھا۔ اس مقالے پر آپ کو ''ڈی لٹ'' کی اعزازی سند دی گئی۔ سندھ یونیورسٹی میں آپ شعبۂ اردو کے سربراہ اور ریٹائرمنٹ کے بعد یہیں پر تاحیات پروفیسر ایمریٹس کے منصب پر فائز رہے۔ ڈاکٹر صاحب نے قریباً ایک سو علمی کتابیں اور کئی سو شاگرد یادگار چھوڑے ہیں جو علمی و ادبی دنیا میں علم کی روشنی عام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ایک اہم کتاب ''اقبال اور قرآن'' ہے جس پر حکومت پاکستان نے آپ کو اعزاز عطا کیا۔ (وفیات معارف، صفحہ ۲۱۲، مرتبہ ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، قرطاس پبلشرز، کراچی، جون ۲۰۱۳ء)

۴ے ''ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں کی اقبال شناسی'' پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں اسکالر نوید حسن نے پروفیسر ڈاکٹر آفتاب اصغر کی زیر نگرانی مقالہ لکھا ہے، انھیں ۲۰۱۲ء میں ایم۔ فل اقبالیات کی سند تفویض کی گئی ہے۔

خط نمبر ۱۸:

۱ے حیدرآباد کی نمایاں ادبی تنظیم ''جلیسانِ ادب'' ۱۹۷۸ء میں قائم ہوئی۔ اس کے پہلے صدر پروفیسر حبیب ارشد تھے۔ جب کہ قمر مشتاق، (مشتاق احمد خان) پہلے معتمد عمومی مقرر کیے گئے۔ یہ تنظیم اپنی کارکردگی کے اعتبار سے حیدرآباد کے ادبی حلقوں میں اہم حیثیت اختیار کر گئی۔ مشاعرے، کتابوں کی تعارفی تقریب، ادبی عدالتیں، اہم ادبی و علمی شخصیتوں کے اعزاز میں نشستوں کا انعقاد کرتی رہی ہے۔ یہ تنظیم ہر سال اپنی سالگرہ مناتی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے زیر اہتمام بہ کثرت علمی و ادبی پروگرام منعقد کیے گئے جو یادگار قرار پائے۔ (مقالہ برائے ایم اے اردو بہ عنوان ''حیدرآباد کی ادبی تنظیمیں اور فروغ ادب میں ان کا کردار''، وثیق الرحمٰن صابر، شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ۱۹۸۲ء۔ وثیق الرحمٰن صاحب آج کل پروفیسر اور صدر شعبۂ اُردو گورنمنٹ کالج حیدرآباد (کالی موری) ہیں۔

۲ے ۷۸۶

2A, Askri II

کینٹ اسکول روڈ، کراچی

۲۲ر نومبر ۲۰۱۲ء

اخی العزیز زیدعلوکم۔ مجھے افسوس ہے کہ رابعہ مرحومہ (رابعہ اقبال) کی سروس فائل نہیں مل رہی ہے اس طرح بہت سی اہم تاریخی حوالوں کے ساتھ ان کی زندگی کے حالات لکھنا دشوار ہے۔ بہر حال مختصراً میں ان کے حالات یادداشت کی بنیاد پر تحریر کر رہا ہوں۔

رابعہ مرحومہ مئی ۱۹۳۸ء میں رجب پور مراد آباد (یوپی) میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کا ابتدائی بچپن دہلی میں گزرا۔

۱۹۴۵ء۔۱۹۴۶ء میں دہلی میں مسلم لیگ کے کسی اجلاس عام میں قائداعظم نے صدارت فرمائی تھی تو رابعہ اسٹیج تک پہنچنے میں کسی طرح کامیاب ہوئیں اور قائداعظم سے اپنی نوٹ بک پر یادگاری دستخط لینے میں کامیاب ہوگئیں تھیں دہلی کے فسادات میں گھر گئیں تھیں جس ٹرک میں سب لوگ سوار ہوکر نکلے تھے اس پر حملہ ہوا تھا۔ان واقعات کی یادیں دہرایا کرتی تھیں۔ان کے والد جمیل الدین فریدی ملٹری اکاؤنٹ کے شعبہ، دہلی میں ملازمت میں تھے اس طرح یہاں پاکستان میں پہلے راولپنڈی میں قیام رہا۔پھر نواب شاہ منتقل ہوئے اور فریدی جنرل اسٹور کے نام سے ایک دکان کھولی رابعہ نے پرائمری، مڈل کی تعلیم نواب شاہ سے حاصل کی میٹرک اور انٹر کراچی یونیورسٹی سے پھر بی۔اے نواب شاہ گورنمنٹ کالج سے اور ایم۔اے اردو فرسٹ کلاس سندھ یونیورسٹی سے ۱۹۶۲ء میں پاس کیا۔ ۱۹۶۲ء میں پروفیسر احمد اقبال [قاسمی] سے نکاح ہوا۔ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ''رابعہ بنتی عروس سربلند'' سے تاریخ نکالی۔اسی دوران دو سال تک نذرتھ کالج حیدرآباد میں لیکچرر رہیں پھر سندھ یونیورسٹی میں ماروی گرلز ہوسٹل کی انچارج رہیں اور غالباً ۱۹۶۹ء میں یونیورسٹی کے شعبۂ اردو سے منسلک ہوئیں۔اور پروفیسر ہو کر ریٹائر ہوئیں شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی کے مجلّہ ''تحقیق'' کے ایڈیٹوریل بورڈ کی ممبر رہیں۔خواتین کے پی ایچ ڈی تھیسس اور تحقیقی مقالات پر تحقیق ان کی دل چسپی کا موضوع رہا۔ان کے متعدد تحقیقی مقالات مختلف مستند رسائل میں شائع ہوئے۔۱۹۹۶ء میں قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔تقریباً بیس سال تک پارکنسن میں مبتلا رہیں۔ ۱۵رستمبر۲۰۱۱ء میں کراچی میں انتقال ہوا۔(ڈاکٹر احمد اقبال قاسمی کا خط)

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام علی الانا ضلع ٹھٹھہ کے گاوں لکھ پتی میں ۱۵رمارچ ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔۱۹۵۵ء میں سندھ یونیورسٹی سے سندھی میں ایم۔اے کیا۔سٹی کالج حیدرآباد میں سندھی کے استاد مقرر ہوئے۔۱۹۵۸ء میں سندھ یونیورسٹی کے شعبۂ سندھی میں لیکچرر ہوگئے۔۱۹۶۳ء میں لندن یونیورسٹی سے The Arbic Elements in Sindhi کے عنوان پر اپنا تحقیقی مقالہ مکمل کیا۔اس حوالے سے لسانیات اور صوتیات آپ کا اہم شعبہ رہا۔اس مقالے پر آپ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ڈاکٹر رضی الدین صدیقی وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی کی ہدایت پر آپ نے سندھ کی تاریخ، زبان اور ثقافت کے حوالے سے سندھیالوجی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ ڈاکٹر الانا علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد اور سندھ یونیورسٹی جامشورو کے وائس چانسلر بھی رہے۔(یادگاری مجلّہ کل پاکستان گولڈن جوبلی مشاعرہ حیدرآباد، جولائی ۱۹۹۷ء)

خط نمبر ۲۰

۱۔ غالباً شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر سید یحیٰ احمد ہاشمی کی طرف اشارہ ہے۔کیوں کہ سید یامین ہاشمی کے نام سے کوئی صاحب کبھی بھی شعبۂ اردو سے وابستہ نہیں رہے۔

فہرست اسناد محولہ:

۱۔ انجم، محمد وسیم: ۲۰۰۴ء، بیادِ رحیم بخش شاہین، انجم پبلشرز، راولپنڈی۔

۲۔ انجم، محمد وسیم: ۲۰۰۱ء، شہرِ جمال، (مجموعۂ کلام) ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، انجم پبلشرز، راولپنڈی۔

۳۔ خان، غلام مصطفیٰ، ڈاکٹر: ۱۹۹۰ء، اردو لازمی، نویں، دسویں جماعتوں کے لیے، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ۔
۴۔ سید ید، انور، ڈاکٹر: ۱۹۹۲ء، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد۔
۵۔ شفیق، محمد سہیل، ڈاکٹر: ۲۰۱۳ء، وفیاتِ معارف، قرطاق پبلشرز، کراچی۔
۶۔ صدیقی، احمد حسن: ۲۰۰۳ء، دبستانوں کا دبستان کراچی، حصہ اوّل، فضلی سنز، کراچی۔
۷۔ فراقی، تحسین، ڈاکٹر: ۲۰۰۶ء، مولانا عبدالماجد دریابادی، احوال و آثار، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔
۸۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر: ۲۰۰۶ء، ڈاکٹر وحید قریشی شخصیت و فن، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد۔
۹۔ مدنی، حسین احمد، مولانا: سن ندارد، نقشِ حیات، جلد اوّل، دارالاشاعت، کراچی۔
۱۰۔ ـــــ: ۱۹۸۳ء، یادِ رفتگاں، مجلس نشریات اسلام، کراچی۔

غیر مطبوعہ مقالات:

۱۔ جیلانی، عتیق احمد: ۲۰۱۰ء، ''رسالہ معارف کی اردو ادبی خدمات ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ''، مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو۔
۲۔ سعیدہ مہتاب: ۱۹۹۱ء، ڈاکٹر محمد ریاض شخصیت و فن مقالہ برائے ایم فل اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔
۳۔ نوید حسن: ۲۰۱۲ء، ''ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کی اقبال شناسی''، مقالہ برائے ایم فل اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

رسائل:

۱۔ سہ ماہی مجلہ تحقیق شمارہ ۱۴، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو۔
۲۔ یادگاری مجلہ ''کل پاکستان گولڈن جوبلی مشاعرہ'' فاران کلب حیدر آباد، ۱۹۹۷ء۔
☆ خط، بارے، پروفیسر رابعہ اقبال از ڈاکٹر احمد اقبال قاسمی، سابق صدر شعبۂ تقابل ادیان، سندھ یونیورسٹی، جام شورو۔